بسم اللہ الرحمن الرحیم
آدابِ نماز
اور
خشوع و خضوع کی اہمیت و وجوب
شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ کے فتاویٰ کی روشنی میں
مرتبہ
حفظہ اللہ
حافظ صلاح الدین یوسف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشر واشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید و فروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

جبریل علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا:

فَأَخْبِرْنِی عَنِ الْإِحْسَانِ؟

احسان کے بارے میں بتایئے؟

قَالَ "أَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَأَنَّکَ تَرَاہُ،

آپ ﷺ نے جواب دیا:

"کہ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت یوں کر
گویا تو اسے دیکھ رہا ہے

فَإِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَإِنَّہٗ یَرَاکَ"

اور اگر یہ نہ ہو تو کم از کم یہ خیال رہے
کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے"

(صحیح مسلم، حدیث: ۱)

آدابِ نماز

اور

خشوع وخضوع کی اہمیت و وجوب

(شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ کے فتاویٰ کی روشنی میں)

مرتبہ

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡم

پیش لفظ

سب تعریفیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کیلئے ہیں جس نے اپنے بندوں پر نماز فرض کی اور اُسے بحسن و خوبی ادا کرنے کا حکم دیا اور نماز کو ایمان اور کفر کے درمیان فاصل اور بدکاری و بے حیائی سے روکنے والی قرار دیا۔ درود وسلام پہنچیں ہمارے نبی محمد رسول ﷺ پر جنہوں نے اپنے قول وفعل کے ذریعہ نماز اور دوسرے اعمال اپنی امت کو عمل کر کے سکھلائے اور ہمیں اپنے طریقہ پر چلنے کو واجب قرار دیا۔

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ''بہت بابرکت ہے وہ اللہ جس کے ہاتھ میں بادشاہی ہے اور جو ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے جس نے موت اور حیات کو اس لئے پیدا کیا کہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے اچھے کام کون کرتا ہے؟ جو غالب اور بخشنے والا ہے۔'' (الملک : ۲،۱)

امام ابن کثیر رحمہ اللہ اپنی تفسیر ابن کثیر میں فرماتے ہیں کہ آزمائش اس امر کی ہے کہ تم سے اچھے عمل والا کون ہے؟ اکثر عمل والا نہیں بلکہ بہتر عمل والا۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہر عمل کو نہایت عمدگی اور خوبصورتی سے ادا کیا جائے اور اسی طریق پر جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کے ذریعے امت مسلمہ کو بتایا۔ نماز چونکہ ایک اہم ترین اور افضل عبادت ہے اس لئے بہت ضروری ہے کہ اسے اسی طرح ادا کیا جائے جس طرح صحابہ کرام اور محدثین عظام اور ائمہ کے ذریعہ ہم تک پہنچا ہے۔ بصورت دیگر کثرت اعمال کا بھی کوئی فائدہ نہیں۔ قرآن مجید میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ فرماتا ہے کہ: ''ان نمازیوں کے لئے ویل نامی جہنم کی جگہ ہے جو اپنی نماز سے غفلت کرتے ہیں۔'' (الماعون : ۵،۴)

ان آیات کی تفسیر میں مفسرین کرام لکھتے ہیں کہ ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو نمازوں کو ان کے متعین اوقات میں نہیں پڑھتے یا نماز پڑھتے وقت اس کے ارکان وشروط کا خیال نہیں رکھتے یا اس میں خشوع وخضوع کا خیال نہیں رکھتے۔

خشوع کی اہمیت مندرجہ ذیل حدیث سے واضح ہو جاتی ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے (بندوں پر) پانچ نمازوں کو فرض کیا ہے، جو آدمی اچھی طرح ان نمازوں کا وضو کرے اور انہیں وقت پر پڑھے، رکوع اور خشوع کا پوری طرح خیال رکھے، اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمے لے لیا ہے کہ اسے بخش دے گا، اور جو آدمی یہ نہ کرے اس کا اللہ پر کوئی ذمہ نہیں، چاہے اسے بخش دے اور چاہے سزا دے۔'' (ابو داؤد: ۴۲۵)

خشوع کی فضیلت میں رسول اللہ ﷺ نے یوں بھی فرمایا:

''جس کسی نے اچھی طرح سے وضو کیا، پھر دو رکعت نماز ادا کی، اپنے دل اور چہرے کو نماز پر متوجہ رکھا تو اس کے سابقہ سارے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔'' (بخاری: ۱۵۸، مسلم: ۲۲۶)

اس لئے ہر نمازی یہ کیفیت پیدا کرے کہ وہ اللہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے اور اگر یہ کیفیت پیدا نہیں ہوتی تو کم سے کم یہ خیال ضرور آئے کہ اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی کھڑا نماز پڑھ رہا ہو در حقیقت وہ اپنے رب سے باتیں کر رہا ہوتا ہے۔ اسے خیال رکھنا چاہیئے کہ وہ کس انداز سے باتیں کر رہا ہے۔''

اس سے واضح ہوتا ہے کہ نماز میں خشوع اور خضوع بہت ضروری ہے۔ لیکن ہمارا حال یہ ہے کہ کوئی آنے جانے والوں کو دیکھ رہا ہے، کوئی گھڑی میں وقت دیکھ رہا ہے، کوئی کپڑے

ٹھیک کر رہا ہے، کوئی ناک سے کھیل رہا ہے، کوئی ذہنی طور پر خرید وفروخت میں مصروف ہے، کوئی در و دیوار اور قالین کے نقش و نگار کو دیکھ رہا ہے اور کسی کو عین نماز کے درمیان جسم کے مختلف حصوں پر خارش شروع ہو جاتی ہے۔

لیکن سلف صالحین میں سے جب کوئی نماز کے لئے کھڑا ہوتا تو اللہ کے ڈر کی وجہ سے کسی چیز کی طرف نگاہ نہ اٹھاتا، نہ ہی منہ موڑتا، نہ ہی کنکریوں سے کھیلتا، نہ کسی اور چیز میں مشغول ہوتا اور نہ ہی دنیا کی باتوں سے دل کو بہلاتا۔

سلف صالحین میں سے ایک عظیم نام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا ہے جن کا نماز میں یہ حال ہوتا کہ اعضاء کانپ رہے ہوتے اور دائیں بائیں ڈولتے رہتے۔ شیخ الاسلام امام احمد تقی الدین ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے نام سے آج کون واقف نہیں۔ وہ بیک وقت کئی میدانوں میں باکمال شامل ہوئے۔ امام ابن تیمیہ مجتہد مطلق بھی ہیں اور ایک عظیم جرنیل و سپہ سالار بھی، چوٹی کے مفسر قرآن بھی ہیں اور تقابل ادیاں میں اسلام کی حقانیت اور برتری اس طرح ثابت کرتے ہیں کہ کفر کی جڑیں کاٹ کر رکھ دیتے ہیں۔ ان کی جہادی زندگی کو دیکھیں تو شجاعت و پامردی کے ایسے جوہر دیکھنے کو ملتے ہیں کہ عظیم سپہ سالار کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں، تاتاریوں کو (جو کہ سفاکی اور بربریت میں مشہور تھے) شکست دے کر امت مسلمہ کو ان کے مظالم سے اللہ کی توفیق سے نجات دلائی۔

علمی کاوشوں میں ۳۶ جلدوں میں فتاوی ابن تیمیہ کے نام سے مسلم امہ کی رہنمائی کے لئے موجود ہیں۔ آپ کی علمیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ کے شاگردوں میں سے حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ، امام ابن القیم رحمہ اللہ اور حافظ ذھبی رحمہ اللہ جیسے نام ہیں۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اپنے عہد کے مجدد تھے۔ اس عہد میں فواحش و منکرات کا زور تھا۔

مسلمان اللہ کے ذکر سے غافل تھے اور دنیا پرستی میں غرق تھے۔علماء ومشائخ کو ربوبیت کا مقام حاصل تھا اور مسلمان کتاب وسنت سے بیگانہ تھے۔شاید اللہ تعالیٰ نے اُس پرآشوب دور میں امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کو اس لئے پیدا کیا کہ وہ باطل کا مقابلہ کریں اور حق کو سربلند کریں۔ان کے کارناموں نے یقیناً ان کو عمر جاوداں عطا کردی ہے۔جب تک دنیا باقی رہے گی اس وقت تک ابن تیمیہ رحمہ اللہ کو یاد کیا جاتا رہے گا اور لوگ ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت ورحمت کی دعائیں کرتے رہیں گے۔

امت مسلمہ کو آج کل جو مسائل درپیش ہیں، مسلمان اسلام سے دور ہورہے ہیں، کفار نے مسلمانوں کو پوری طرح اپنے پنجے میں جکڑ رکھا ہے، آج کے حالات ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے زمانہ کے حالات سے مختلف نہیں۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اسی طرح کا رہنما اس امت کو بھی میسر آئے تا کہ اسلام اور مسلمان پھر ایک دفعہ دنیا پر غالب آئیں۔

نماز کے آداب اور خشوع وخضوع کی اہمیت کے پیش نظر حافظ صلاح الدین یوسف صاحب حفظہ اللہ نے شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ کے فتاوی کی روشنی میں یہ مضمون مرتب کیا ہے۔جو وقت کی اہم ضرورت ہے، امید ہے یہ ان نمازیوں کے لئے جو نماز میں سستی کرتے ہیں اور نماز کے آداب کا خیال نہیں رکھتے ، بہت مفید ہوگا۔(ان شاءاللہ)

اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ وَسَدِّدْنِیْ اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ الْھُدٰی وَالسَّدَادَ.

(مسلم: ٤/٢٠٩٠)

''اے اللہ! مجھے سیدھی راہ دکھا اور مجھے سیدھا کردے۔اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت اور سیدھا رہنے کا سوال کرتا ہوں۔''

خلیل احمد ملک

آدابِ نماز اور خشوع وخضوع کی اہمیت ووجوب

(شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ کے فتاویٰ کی روشنی میں)

اسلامی عبادات میں ایک اہم مسئلہ نماز پڑھنے کے طریقے کا ہے کہ نماز کس طرح پڑھی جائے، اس کے آداب کیا ہیں اور خشوع وخضوع کی اہمیت اور اس کا مطلب کیا ہے؟ نیز

خشوع وخضوع کے بغیر پڑھی گئی نماز کی حیثیت کیا ہے؟

اس کا جواب واضح ہے اور وہ یہ کہ نماز سنتِ نبوی ﷺ کے مطابق ادا کی جائے جیسا کہ نبی ﷺ نے بھی فرمایا: (صلّوا کما رأیتموني أصلي) (صحیح بخاری: ٦٣١)

''تم نماز اس طرح پڑھو جیسے تم نے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔''

نبی ﷺ کے اس فرمان سے مذکورہ سوالوں کا جواب سامنے آجاتا ہے اور وہ یہ کہ

☆ نماز کے آداب، نماز کو سنتِ نبوی ﷺ کے مطابق ادا کرنا ضروری ہے۔

☆ آپ ﷺ نماز نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ ادا فرماتے تھے۔

☆ خشوع وخضوع کا مطلب، نماز کے ہر رکن کو پورے اطمینان اور سکون سے ادا کرنا ہے جسے 'تعدیل ارکان' کہا جاتا ہے یعنی تعدیل ارکان بھی نہایت ضروری ہے۔

☆ جو نماز تعدیل ارکان یعنی خشوع وخضوع کے بغیر پڑھی جائے گی، وہ نبی ﷺ کے طریقے اور اُسوۂ حسنہ کے خلاف ہوگی، لہٰذا وہ نامقبول ہوگی۔

اس کے دلائل حسب ذیل ہیں:

☆ اللہ تعالیٰ نے کامیابی کی نوید انہی اہل ایمان کے لیے بیان کی ہے جو اپنی نمازوں میں خشوع وخضوع کا اہتمام کرتے ہیں، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ﴾ (المؤمنون: ۱، ۲)

''مومن یقیناً فلاح پاگئے وہ جو اپنی نماز میں خشوع کا اہتمام کرتے ہیں۔''

اس کے برعکس سستی سے نماز پڑھنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ هُمْ يُرَاۗءُوْنَ﴾ (الماعون: ۴ تا ۶)

''تباہی ہے ان نمازیوں کے لیے جو اپنی نماز سے غفلت کرتے ہیں، وہ جو دکھاوا کرتے ہیں۔''

منافقین کی صفات بیان فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان کی ایک صفت یہ بیان فرمائی ہے:

﴿وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى يُرَاۗءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا﴾ (النساء: ۱۴۲)

''جب وہ نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو دل سے نہ چاہتے ہوئے، لوگوں کو دکھانے کے لیے کھڑے ہوتے ہیں اور وہ اللہ کو بس تھوڑا ہی یاد کرتے ہیں۔''

گویا خشوع وخضوع کے بغیر نماز، جس میں اللہ کا ذکر برائے نام ہو، مسلمان کی نماز نہیں، منافق کی نماز ہے، ایسی نماز عنداللہ کس طرح قبول ہوسکتی ہے؟

خشوع ہی سے نماز کے ثمرات وفوائد حاصل ہوتے ہیں:

علاوہ ازیں نماز کے وہ ثمرات وفوائد، جو قرآن کریم اور احادیثِ صحیحہ میں بیان کیے گئے ہیں، اس وقت ملتے اور مل سکتے ہیں جب نماز کو سنت نبوی ﷺ کے مطابق اطمینان وسکون کے ساتھ ادا کیا جائے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے نماز کا ایک نہایت اہم فائدہ یہ بیان فرمایا ہے:

﴿اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ﴾ (العنکبوت: ۴۵)

''بے شک نماز بے حیائی (کے کاموں) سے اور منکرات سے روکتی ہے۔''

لیکن اکثر لوگوں کا حال یہ ہے کہ وہ نماز بھی پڑھتے ہیں، لیکن بے حیائی کے کاموں اور منکرات کا ارتکاب بھی کرتے ہیں حالانکہ اللہ کا فرمان جھوٹا نہیں ہوسکتا:

﴿وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلاً﴾ (النساء: ۱۲۲)

''اللہ سے زیادہ سچی بات کس کی ہوسکتی ہے؟''

اس کی وجہ یہی ہے کہ ہماری نمازوں میں رسول اللہ ﷺ کی سنتوں کا اہتمام نہیں ہے، خشوع وخضوع کا فقدان ہے اور إنابت إلى الله کی کمی ہے، گویا ہمارا حال علامہ اقبالؒ کے اس شعر کا مصداق ہے۔

جو میں سر بہ سجدہ ہوا کبھی تو زمین سے آنے لگی صدا
ترا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں (بانگ درا)

تیرا امام بے حضور، تیری نماز بے سرور
ایسی نماز سے گزر، ایسے امام سے گزر (بال جبریل)

قرآن وحدیث کے اتباع کا حکم اور اس کی اہمیت

بنا بریں ضروری ہے کہ ہم ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ کے احکام کو سامنے رکھیں اور انہی کے مطابق سارے کام انجام دیں، ورنہ محنت اور عمل کے باوجود ان کے ضائع ہونے کا شدید خدشہ ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْا اَعْمَالَكُمْ﴾(محمد : ۳۳)

''ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور اللہ کے رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال کو باطل نہ کرو۔''

اس سے معلوم ہوا کہ جس عمل میں اللہ ورسول کی اطاعت نہیں ہوگی، وہ عمل باطل ہے۔ اللہ کے ہاں اس کی کوئی حیثیت نہیں ہوگی، عمل کرنے والا اس کی بابت چاہے کتنا بھی خوش

گمان ہو، محض خوش گمانی سے کوئی عمل بارگاہِ الٰہی میں مقبول نہیں ہوسکتا۔ فرمان الٰہی ہے:

﴿ قُلۡ هَلۡ نُنَبِّئُكُم بِالۡأَخۡسَرِينَ أَعۡمَالًا ۝ الَّذِينَ ضَلَّ سَعۡيُهُمۡ فِي الۡحَيَوٰةِ الدُّنۡيَا وَهُمۡ يَحۡسَبُونَ أَنَّهُمۡ يُحۡسِنُونَ صُنۡعًا ﴾ (الكهف : ۱۰۳، ۱۰۴)

''کہہ دیجیے! کیا ہم تمہیں بتائیں کہ اعمال میں سب سے زیادہ خسارے میں کون ہیں؟ جس کی کوشش دنیاوی زندگی میں اکارت گئی، جب کہ وہ سمجھتے رہے کہ وہ اچھے کام کررہے ہیں۔''

یہ فرمانِ الٰہی ایسے ہی لوگوں کے بارے میں ہے جو اللہ، رسول کو مانتے ہی نہیں، یا مانتے تو ہیں، لیکن صرف زبان کی حد تک، اعمال میں وہ ان کی اطاعت کو اہمیت نہیں دیتے بلکہ اپنے من مانے طریقے سے عمل کرتے ہیں۔ نتیجے کے اعتبار سے ان دونوں میں فرق نہیں۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ نے بھی اپنی زندگی کے آخری ایام میں فرمایا:

(ترکت فیکم أمرین لن تضلوا ما تمسکتم بهما کتاب الله و سنة نبیه)

(موطا امام مالک، کتاب الجامع، باب النہی عن القول بالقدر)

''میں تمہارے اندر دو چیزیں چھوڑے جارہا ہوں، جب تک تم انہیں مضبوطی سے پکڑے رہو گے، ہرگز گمراہ نہیں ہو گے (اور وہ ہیں) اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت۔''

ایک اور حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے اس بات کو اس طرح واضح فرمایا:

(کل أمتي یدخلون الجنة إلا من أبٰی) قالوا: یا رسول الله ومن یأبٰی؟

قال: (من أطاعني دخل الجنة و من عصاني فقد أبٰی) (صحیح بخاری: ۷۲۸۰)

''میری ساری اُمت جنت میں جائے گی سوائے اس کے جس نے انکار کیا، صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! انکار کرنے والا کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے میری اطاعت کی، وہ جنت میں گیا اور جس نے میری نافرمانی کی تو اس نے انکار کیا۔''

نماز میں اطمینان اور خشوع وخضوع کی اہمیت، احادیث کی روشنی میں

نماز اسلام کا اہم ترین فریضہ ہے۔ اگر یہی سنت نبوی ﷺ کے مطابق نہ ہوئی جس کی بابت روز قیامت سب سے پہلے باز پرس ہوگی، تو دوسرے عملوں کا اللہ ہی حافظ ہے۔ جیسے ایک صحابی رسول ﷺ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ آتا ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا جو رکوع سجود اطمینان سے نہیں کر رہا تھا، جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا **ما صلَّیتَ** ''تو نے نماز ہی نہیں پڑھی۔''

راوی کا بیان ہے کہ میرے خیال میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس کو یہ بھی کہا:

''**لو مُتَّ مت علٰی غیر سنة محمد** ﷺ'' (صحیح بخاری : ۳۸۹)

''اگر تجھے (اسی طرح نماز پڑھتے ہوئے) موت آ گئی تو محمد ﷺ کے طریقے پر تجھے موت نہیں آئے گی۔''

بلکہ اسی طرح کا ایک واقعہ نبیٔ کریم ﷺ کی مبارک زندگی کا بھی ہے جس میں ہمارے لیے بڑی عبرت ہے وہ اس طرح ہے کہ ایک شخص مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کے لیے آیا، نبیٔ کریم ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ اس شخص نے نماز پڑھی، آپ ﷺ اس کو دیکھ رہے تھے، نماز سے فارغ ہو کر وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا، آپ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: (**اِرجع فصَلِّ فإنک لم تُصَلِّ**)

''واپس جا اور پھر نماز پڑھ، اس لیے کہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔''

وہ گیا اور جا کر دوبارہ نماز پڑھی، پھر رسالت مآب ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا۔ آپ نے سلام کا جواب دے کر پھر فرمایا: (**اِرجع فصَلِّ فإنک لم تُصَلِّ**)

''واپس جا اور پھر نماز پڑھ، یقیناً تو نے نماز نہیں پڑھی۔''

اس نے جا کر پھر نماز پڑھی اور پھر آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا، آپ نے سلام کا جواب دے کر پھر وہی فرمایا: (اِرجع فصَلِّ فإنک لم تُصَلِّ)

''واپس جا اور پھر نماز پڑھ، بلاشبہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔''

تین مرتبہ جب اس طرح ہوا تو اس شخص نے کہا:

(والذي بعثک بالحق ما أُحسن غیرہ فعَلِّمْني) ''اس ذات کی قسم جس نے آپکو حق کے ساتھ (نبی بنا کر) بھیجا (مجھے تو اس طرح ہی نماز آتی ہے) اس سے بہتر انداز سے میں نماز نہیں پڑھ سکتا، پس آپ مجھے طریقہ نماز سکھا دیجئے!''

نبی ﷺ نے اس سے فرمایا:

(إذا قمت إلی الصلاۃ فکبر ثم اقرأ ما تیسر معک من القرآن، ثم ارکع حتی تطمئن راکعاً، ثم ارفع حتی تعتدل قائماً، ثم اسجد حتی تطمئن ساجدًا، ثم ارفع حتی تطمئن جالسًا، ثم اسجد حتی تطمئن ساجدًا، ثم افعل ذلک في صلاتک کلھا) (وفي روایة أُخریٰ، ثم ارفع حتی تطمئن جالسًا) (صحیح بخاری: ۷۹۳، ۶۲۵۱)

''جب تو نماز کے لیے کھڑا ہو تو اللہ اکبر (تکبیر تحریمہ) کہہ۔ پھر تیرے لیے جو آسان ہو قرآن کریم کا کچھ حصہ (سورۃ فاتحہ وغیرہ) پڑھ، پھر رکوع کر اور خوب اطمینان سے رکوع کر، پھر رکوع سے سر اُٹھا اور سیدھا کھڑا ہو جا۔ پھر سجدہ کر اور نہایت اطمینان سے سجدہ کر، پھر سجدے سے سر اٹھا اور خوب اطمینان سے بیٹھ جا، پھر دوسرا سجدہ کر اور پورے اطمینان سے سجدہ کر۔ (ایک دوسرے مقام پر اس کے بعد یہ الفاظ ہیں کہ دوسرے سجدے کے بعد پھر اطمینان سے بیٹھ جا، یعنی جلسۂ استراحت کر اور پھر دوسری رکعت کے لیے کھڑا ہو اور) پھر اپنی ساری نماز (ہر رکعت میں) اسی طرح کر۔''

نبیٔ کریم ﷺ کے اس موقع پر مذکورہ طریقۂ نماز کی وضاحت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص نماز اطمینان سے نہیں پڑھتا تھا اور بار بار کہنے کے باوجود اس کی نماز اطمینان سے خالی تھی۔ نہ قیام وقراءۃ میں اطمینان تھا، نہ رکوع اور قومے میں اطمینان تھا، نہ سجدوں میں اور نہ ان کے درمیان وقفے میں اطمینان تھا۔ آپ ﷺ نے ایسی نماز کو تین مرتبہ کالعدم قرار دیا (تو نے نماز ہی نہیں پڑھی) حالانکہ وہ بار بار نماز پڑھ کر آ رہا تھا لیکن آپ یہی فرماتے رہے کہ تو نے نماز ہی نہیں پڑھی۔

اس سے معلوم ہوا کہ جس نماز میں سنتِ رسول ﷺ کے مطابق اطمینان اور اعتدالِ ارکان نہیں ہوگا، وہ نماز، نماز ہی نہیں محض اٹھک بیٹھک ہے یا کوے کی طرح ٹھونگے مارنا ہے۔

ایک اور حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(لا تُجزِئُ صلاة الرجل حتى يقيم ظهره في الرُّكوع و السُّجود) (سنن ابی داؤد: ۸۵۵)

" آدمی کی نماز اس وقت تک کافی نہیں ہوتی جب تک وہ اپنی پیٹھ رکوع اور سجدے میں پوری طرح سیدھی نہ کرے۔"

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس موضوع پر بڑی تفصیل سے بحث کی ہے، ہم اس کا ضروری خلاصہ پیش کرتے ہیں۔ امام صاحب یہ حدیث نقل کر کے فرماتے ہیں:

" هذا الحديث نص صريح في وجوب الاعتدال ، فإذا وجب الاعتدال لإتمام الركوع و السجود فالطمانينة فيهما أوجب "

"یہ حدیث اس بارے میں نص صریح ہے کہ ارکان میں اعتدال واجب ہے اور جب رکوع اور سجود کے پورا کرنے کے لیے اعتدال واجب ہے تو رکوع اور سجدے کو اطمینان کے ساتھ کرنا زیادہ بڑا واجب ہے۔"

پھر امام صاحب حدیث کے الفاظ کہ وہ ''اپنی پیٹھ رکوع اور سجدے میں پوری طرح سیدھی کرے'' کا مفہوم واضح کرتے ہیں:

''اس کا مطلب یہ ہے کہ جب رکوع سے سر اُٹھائے اور اسی طرح جب سجدے سے سر اٹھائے تو اپنی پیٹھ کو بالکل سیدھا کرلے، اس لیے کہ پیٹھ کا سیدھا کرنا، رکوع اور سجدے کو پورا کرنے کا حصہ ہے۔ کیونکہ جب وہ رکوع کرتا ہے تو رکوع نام ہے جھکنے کا، پھر سر اُٹھانے کا اور پھر سیدھے کھڑے ہوجانے کا اور سجدہ نام ہے قیام سے جھکنے کے وقت سے یا قعود سے ایک وقت (تک رہنے کے بعد) لوٹنا اور اعتدال اختیار کرنا۔ پس جھکنا اور اُٹھنا دونوں رکوع اور سجود کے اطراف اور ان کو پورا کرنا ہیں، اسی لیے حدیث کے الفاظ ہیں: ''اپنی پیٹھ کو رکوع اور سجود میں پوری طرح سیدھا کرے'' اس سے واضح ہوتا ہے کہ رکوع سے سر اُٹھا کر اطمینان سے کھڑے رہنا اور اسی طرح سجدے سے سر اُٹھا کر اطمینان سے بیٹھنا اسی طرح واجب ہے جس طرح رکوع اور سجدے کو پورا کرنا واجب ہے۔

امام صاحب اس نکتے کی وضاحت کرتے ہوئے آگے مسند احمد کے حوالے سے یہ حدیث نقل کرتے ہیں کہ علی بن شیبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ہم نے آپ کی بیعت کی اور آپ کے پیچھے نماز پڑھی، پس آپ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ نماز صحیح طریقے سے ادا نہیں کر رہا یعنی اپنی پیٹھ، رکوع اور سجدے میں پوری طرح سیدھی نہیں کرتا، جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا:

(يا معشر المسلمين! لا صلاة لمن لا يقيم صلبه في الركوع و السجود)

وفي رواية للإمام أحمد (لا ينظر الله إلى رجل لا يقيم صلبه بين ركوعه و سجوده) (سنن ابن ماجه : ۸۷۱ ، مسند احمد : ۴/ ۲۳)

''اے مسلمانوں کی جماعت! اس شخص کی نماز نہیں جو اپنی پشت رکوع اور سجدے میں پوری طرح سیدھی نہیں کرتا۔'' اور ایک دوسری روایت میں الفاظ ہیں، فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نہیں دیکھتا جو رکوع اور سجدے کے درمیان اپنی پشت پوری طرح سیدھی نہیں کرتا۔''

اس سے واضح ہے کہ پشت کو پوری طرح سیدھا کرنا، اسی کا نام 'اعتدال فی الرکوع' ہے۔

مسند احمد کی ایک اور روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(أسوأ الناس سرقة الذي يسرق من صلاته ، قالوا: يا رسول الله ! كيف يسرق من صلاته ؟ قال : (لا يتم ركوعها ولا سجودها) أوقال : (لا يقيم صلبه في الركوع والسجود)) (مسند احمد : ۴/ ۲۳)

''سب سے بدتر چور وہ ہے جو اپنی نماز سے چوری کرتا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا: اپنی نماز سے چوری کس طرح کرتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نماز میں رکوع اور سجدہ پورا نہیں کرتا، یا فرمایا: رکوع اور سجدوں میں اپنی پشت پوری طرح سیدھی نہیں کرتا۔''

نیز سنن ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ میں حدیث ہے:

" نهى رسول الله ﷺ عن نقرة الغراب وافتراش السَّبع و أن يوطن الرجل المكان في المسجد كمايوطن البعير."

(ابوداؤد: ۸۶۲، نسائی: ۱۱۱۲، ابن ماجہ: ۱۴۲۹)

''رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا: کوے کی طرح ٹھونگے مارنے سے، درندوں کی طرح پیر بچھا کر بیٹھنے سے اور یہ کہ آدمی مسجد میں (مستقل طور پر) اسطرح جگہ مقرر کرلے جیسے اونٹ کر لیتا ہے۔''

یہ تینوں چیزیں اگرچہ باہم مختلف ہیں، لیکن رسول اللہ ﷺ نے ان تینوں کو جمع فرمادیا ہے

کیونکہ ان تینوں میں نماز کی حالت میں بھائم (چوپایوں) کے ساتھ مشابہت میں اشتراک ہے، پس آپ ﷺ نے کوے کے فعل کی مشابہت سے، درندوں کے مشابہ فعل اور اونٹ کے فعل کی مشابہت سے منع فرمادیا، اگرچہ کوے کا ٹھونگے مارنا باقی دونوں فعلوں سے زیادہ سخت ہے۔ علاوہ ازیں اس کی بابت اور بھی احادیث ہیں، جیسے صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(اعتدلوا في السجود ولا يبسط أحدكم ذراعيه انبساط الكلب)

(صحیح بخاری: ۸۲۲، صحیح مسلم: ۱۱۱۰)

''سجود میں اعتدال اختیار کرو اور تم میں سے کوئی شخص اپنے بازو کتے کی طرح نہ پھیلائے۔''

بالخصوص دوسری حدیث میں اسے صلاۃ المنافقین (منافقین کی نماز) قرار دیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں خبر دی ہے کہ وہ منافقین کا عمل ہرگز قبول نہیں کرے گا۔ چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(تلك صلاة المنافق يجلس يرقب حتى إذا كانت الشمس بين قرني الشيطان قام فنقرها أربعاً، لا يذكر الله فيها إلا قليلاً) (رقم الحديث: ٦٢٢)

''یہ منافق کی نماز ہے کہ وہ (نمازِ عصر میں) دیر کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ جب سورج (غروب ہونے کے قریب) شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان آجاتا ہے تو کھڑا ہو جاتا ہے اور چار ٹھونگے مار لیتا ہے، اس میں اللہ کا ذکر برائے نام کرتا ہے۔''

اس حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے بتلایا کہ منافق فرض نماز کا وقت ضائع کر دیتا ہے اور اپنا فعل (نماز کا پڑھنا) بھی ضائع کر دیتا ہے اور صرف ٹھونگے مارتا ہے۔ اس سے یہ رہنمائی حاصل ہوئی کہ یہ دونوں فعل مذموم ہیں (نماز کا اصل وقت ضائع کرنا اور پھر نماز کو

کوّے کی طرح ٹھونگے مار کر پڑھنا) حالانکہ یہ دونوں چیزیں (وقت پر نماز پڑھنا اور اعتدال کے ساتھ پڑھنا) واجب ہیں، یہ منافق دونوں واجبات کا تارک ہے۔

یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ نماز کو ٹھونگے مار کر پڑھنا ناجائز ہے اور یہ اس شخص کا فعل ہے جس میں نفاق ہے اور نفاق سب کا سب حرام ہے۔ یہ حدیث بجائے خود ایک مستقل دلیل ہے اور ماقبل کی حدیث کی تفسیر کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ وَإِذَا قَامُوْا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوْا كُسَالٰى يُرَاءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللهَ إِلَّا قَلِيْلًا﴾ (النساء: ۱۴۲)

"منافقین اللہ کو دھوکہ دیتے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے انہیں دھوکے میں ڈال رکھا ہے اور جب وہ نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو دل سے نہ چاہتے ہوئے لوگوں کو دکھانے کے لئے کھڑے ہوتے ہیں اور وہ اللہ کو بس تھوڑا ہی یاد کرتے ہیں۔"

اس آیت میں ان لوگوں کے لیے سخت وعید ہے جو اپنی نمازوں میں ٹھونگے مارتے ہیں اور اعتدال واطمینان سے پوری طرح نہ رکوع کرتے ہیں اور نہ سجدہ کرتے ہیں۔

اور نبی ﷺ نے جو (منافق) کی مثال بیان فرمائی ہے، وہ بہترین مثال ہے، اس لیے کہ نماز دلوں کی خوراک ہے جس طرح کہ غذا جسم کی خوراک ہے، پس جب جسم تھوڑے سے کھانے سے (پورح طرح) غذا حاصل نہیں کر پاتا (اس لیے اس میں قوت وتوانائی نہیں آتی) تو دل بھی ٹھونگے مار نماز سے خوراک حاصل نہیں کر پاتا، اس کے لیے بھی ضروری ہے کہ ایسے کامل اَنداز سے نماز پڑھی جائے جس سے دلوں کو پوری خوراک حاصل ہو۔

حدیث میں ایک اور واقعہ آتا ہے جو صحیح ابن خزیمہ میں موجود ہے۔

حضرت ابوعبداللہ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کو نماز

پڑھائی، پھر ان کے ایک گروہ میں بیٹھ گئے، اتنے میں ایک شخص آیا اور کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگا، رکوع کرتا اور سجدے میں ٹھونگے مارتا، رسول اللہ ﷺ اس کو دیکھ رہے تھے، آپ نے فرمایا: ''اس کو دیکھتے ہو؟ اگر اس کو (اسی طرح نماز پڑھتے ہوئے) موت آ گئی تو محمد ﷺ کی ملت کے علاوہ کسی اور ملت پر اس کو موت آئے گی۔ یہ اپنی نماز میں اس طرح ٹھونگے مارتا ہے جیسے کوا خون (یا مٹی) میں ٹھونگے مارتا ہے۔ یاد رکھو اس شخص کی مثال جو نماز پڑھتا ہے اور رکوع پوری طرح نہیں کرتا اور اپنے سجدے میں ٹھونگے مارتا ہے، اس بھوکے کی طرح ہے جو ایک یا دو کھجوریں کھاتا ہے جو اس کی بھوک کے لیے یکسر ناکافی ہوتی ہیں۔ اسلئے (سب سے پہلے) کامل طریقے سے وضو کرو۔ ان لوگوں کے لیے ہلاکت ہے اور آگ کی وعید ہے جن کی ایڑیاں خشک رہیں اور رکوع اور سجود پوری طرح کرو۔'' (صحیح ابن خزیمہ : ۳۵۵/۱، رقم ۶۶۵)

صحیح بخاری کے حوالے سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ بھی گزر چکا ہے جس میں انہوں نے بھی بغیر اعتدال ارکان نماز پڑھنے والے کی موت کی بابت اسی قسم کا اندیشہ ظاہر فرمایا تھا جو نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا کہ:

''تیری موت اس فطرت پر نہیں ہوگی جس پر اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو پیدا فرمایا۔''

سنت سے مراد ایک تو وہ فعل ہوتا ہے جو فرض نہیں ہوتا، لیکن یہاں سنت سے مراد دین و شریعت ہے، اس لیے غیر الفطرة اور غیر السنة دونوں سے یہاں مراد ایک ہی ہے یعنی دین اور شریعت۔ مستحبات مراد نہیں ہیں اس لیے کہ مستحبات کے ترک پر اتنی مذمت اور وعید نہیں ہوتی، بنا بریں جب یہ کہا جائے کہ تیری موت سنت پر یا فطرت پر نہیں آئے گی تو اس کا مطلب ہے کہ دین اسلام اور شریعت محمدیہ ﷺ پر نہیں آئے گی۔

(ملخص از فتاوی شیخ الاسلام ابن تیمیہ: ۲۲/۵۲۶ تا ۵۲۷)

عدمِ اطمینان کی صورت میں نماز کا دوبارہ پڑھنا واجب ہے!

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا، اگر کوئی شخص اطمینان کے ساتھ نماز نہیں پڑھتا تو اس کی نماز کیسی ہوگی؟ امام صاحب نے فرمایا:

''نماز کو اطمینان کے ساتھ پڑھنا واجب ہے اور اطمینان سے نہ پڑھنے والا نماز کو بگاڑنے والا ہے، وہ مسیئ ء الصلاۃ ہے، محسن الصلاۃ نہیں، بلکہ وہ گناہگار اور واجب کا تارک ہے۔ جمہور ائمۂ اسلام، امام مالک، شافعی، احمد، اسحٰق، ابو یوسف، محمد (اصحاب ابی حنیفہ) اور خود امام ابو حنیفہ رحمھم اللہ کا اس بات پر اتفاق ہے۔

ان کے علاوہ دیگر ائمہ اس بات کے قائل ہیں کہ ایسے شخص کے لیے نماز کا لوٹانا واجب ہے اور اس کی دلیل وہ احادیث ہیں جو صحیحین (بخاری و مسلم) اور دیگر کتب حدیث میں ہیں اس کے بعد امام صاحب نے حدیث مسیئ ء الصلاۃ سمیت وہ احادیث بیان فرمائی ہیں جو گزشتہ صفحات میں بیان ہوئی ہیں۔ (دیکھئے مجموع الفتاوی: ۲۲/۶۰۱ تا ۶۰۳)

وجوبِ اطمینان، قرآنِ کریم کی روشنی میں

گزشتہ صفحات میں احادیث کی رو سے نماز میں اطمینان اور اعتدال ارکان کا وجوب ثابت کیا گیا ہے، اس کے بعد امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے دسیوں آیات قرآنیہ سے نماز میں وجوبِ اطمینان کا اثبات کیا ہے جو ان کے غزارتِ علم، وفورِ دلائل اور قوتِ استنباط و استخراج کی دلیل ہیں۔ یہ صفحات ان کی مکمل بحث کو نقل کرنے کے متحمل نہیں، تاہم ہم ایک دو مقامات کا خلاصہ ذیل میں پیش کرتے ہیں تاکہ مسئلہ زیر بحث کے کچھ قرآنی دلائل بھی سامنے آ جائیں۔

(۱) امام صاحب رحمہ اللہ قرآنِ کریم کی آیت:

﴿وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ﴾ (البقرہ: ۴۵)

''نماز اور صبر سے مدد طلب کرو اور یہ نماز بڑی بھاری ہے، البتہ خشوع کرنے والوں پر بھاری نہیں ہے۔''

بیان کر کے فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کی اس آیت کا اقتضا یہ ہے کہ جو نماز میں خشوع کرنے والے نہیں ہیں، وہ قابل مذمت ہیں، جیسے اللہ تعالیٰ نے تحویل قبلہ کے حکم کے وقت فرمایا تھا:﴿ وَإِنْ كَانَتْ لَكَبِيرَةً إِلَّا عَلَى الَّذِينَ هَدَى اللّٰهُ﴾ (البقرة : ۱۴۳)

''یہ حکم یقیناً بڑا بھاری ہے سوائے ان لوگوں کے جن کو اللہ نے ہدایت سے نوازدیا ہے۔''

یا جیسے اللہ کا فرمان ہے:

﴿ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ ﴾ (الشوریٰ: ۱۳)

''مشرکین پر وہ بات بہت بھاری (گراں) ہے جس کی طرف (اے پیغمبر!) آپ ﷺ انکو بلاتے ہیں۔''

پس اللہ عزوجل کی کتاب ایسے افراد کی نشاندہی کر رہی ہے جن پر وہ بات گراں گزرتی ہے جس کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے اور جس کی وجہ سے ایسے لوگ دین میں قابل مذمت اور ناراضی کے مستحق ہیں اور مذمت اور ناراضی کی وجہ کسی واجب کا ترک یا کسی حرام کا ارتکاب ہی ہوتا ہے اور جب غیر خاشعین مذموم (قابل مذمت) ہیں تو یہ بات اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ نماز میں خشوع واجب ہے۔

(۲) امام صاحب مزید آیات قرآنیہ سے خشوع کا وجوب ثابت کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

''جب نماز میں خشوع واجب ہے اور جس کا مطلب عاجزی اور سکون سے نماز پڑھنا ہے تو جو شخص کوے کی طرح ٹھونگے مارتے ہوئے نماز پڑھتا ہے تو اس نے سجدے میں خشوع نہیں کیا، اسی طرح جو شخص رکوع سے سر اٹھا کر سجدے کے لیے جھکنے سے پہلے اطمینان سے

سیدھا کھڑا نہیں ہوا (اس نے استقرار نہیں کیا) تو اس نے سکون نہیں کیا جو اطمینان ہی کا نام ہے۔ پس جس نے اطمینان نہیں کیا، اس نے سکون نہیں کیا اور جس نے سکون نہیں کیا تو اس نے نہ اپنے رکوع میں خشوع کیا اور نہ اپنے سجدے میں اور جس نے خشوع نہیں کیا، وہ گناہگار اور نافرمان ہوا (نہ کہ فرماں بردار اور اطاعت شعار)''

اس کے بعد امام صاحب نے نماز میں وجوب خشوع پر دلالت کرنے والی احادیث بیان کی ہیں، مثلاً: جو لوگ نماز میں اپنی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں، ان کی بابت آپ نے سخت وعید بیان فرمائی:

(لينتهن عن ذلك أو لتخطفنّ أبصارهم) (صحيح بخاري: ۷۵۰)

وفي رواية (أولا ترجع إليهم أبصارهم) (سنن ابو داؤد: ۹۱۲)

''وہ (آسمان کی طرف نگاہیں اٹھانے سے) باز آجائیں ورنہ ان کی نگاہیں اُچک لی جائیں گی۔'' ایک روایت کے الفاظ ہیں: ''یا ان کی طرف ان کی نگاہیں واپس نہیں آئیں گی۔''

بعض روایات میں آتا ہے کہ جب ﴿ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ﴾ (المومنون: ۱،۲) ''وہ مؤمن فلاح پا گئے جو اپنی نمازوں میں خشوع کا اہتمام کرتے ہیں۔'' آیت نازل ہوئی تو اس کے بعد نبی ﷺ کی نگاہ سجدے والی جگہ سے تجاوز نہیں کرتی تھی۔ (رواہ الامام احمد فی كتاب الناسخ و المنسوخ)

جب آسمان کی طرف نگاہ اٹھانا بھی خشوع کے منافی ہوا تو نبی ﷺ نے اس کو حرام کر دیا اور اس پر سخت وعید بیان فرمائی۔

(۳) امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا ایک اور قرآنی استدلال ملاحظہ فرمائیں، فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے کتاب و سنت میں رکوع اور سجدے کو واجب قرار دیا ہے اور یہ اجماعاً بھی

واجب ہیں، اللہ کا فرمان ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا﴾ (الحج: ۷۷) وغیرھا من الآیات

''اے ایمان والو! رکوع اور سجدہ کرو۔'' اور اس قسم کی دیگر آیات نقل فرما کر لکھتے ہیں:

جب اللہ تعالیٰ نے اللہ کے لیے رکوع اور سجدہ کرنے کو اپنی کتاب میں فرض کیا ہے جیسے اس نے نماز کو فرض کیا ہے اور نبی ﷺ کتاب مبین میں نازل کردہ احکام کے مبین ومفسر ہیں اور آپ ﷺ کی سنتیں کتاب اللہ کی تفسیر وتوضیح کرتی ہیں اور آپ ﷺ کا عمل کسی حکم الٰہی کی تعمیل یا اس کے کسی مجمل حکم کی تفسیر ہی پر مبنی ہوتا ہے تو آپ ﷺ کا حکم بھی اللہ کے حکم کی تعمیل اور اس کی تفسیر ہی ہوا۔ اور یہ ایسے ہی ہے جیسے نبی ﷺ ہر رکعت میں ایک رکوع اور دو سجدے کرتے تھے تو یہ دونوں ہی چیزیں واجب ہوئیں، اور یہ اللہ کے اس حکم کی تعمیل ہے جو اللہ نے رکوع اور سجدہ کرنے کی صورت میں دیا اور اس اجمال کی تفسیر ہے جس کا ذکر قرآن میں ہے۔ اسی طرح سجدے کی کیفیت معلوم کرنے کے لیے بھی آپ ﷺ کی سنت ہی مرجع ہے اور نبی ﷺ فرض اور نفل دونوں ہی نمازیں ادا فرماتے تھے اور لوگ بھی آپ کے زمانے میں نمازیں پڑھتے تھے اور آپ نے رکوع اور سجدے میں اعتدال کے بغیر اور نماز کے دیگر افعال میں اطمینان کے بغیر نماز نہیں پڑھی، چاہے فرض نماز ہوتی یا نفل نماز اور لوگ بھی آپ ﷺ کے عہد میں نماز پڑھتے تھے اور وہ بھی رکوع وسجود میں اعتدال اور دیگر افعال نماز میں اطمینان کے بغیر نماز نہیں پڑھتے تھے۔ یہ طرزِ عمل اس امر کا تقاضا کرتا ہے کہ نماز کے تمام افعال میں سکون اور اطمینان واجب ہے جس طرح ان کا عدد واجب ہے یعنی ہر رکعت میں ایک رکوع اور دو سجدے۔''

نیز آپ ﷺ کا اس طرزِ عمل پر مداومت (ہمیشگی) کرنا، یعنی ہر روز ہر نماز میں اعتدال و

سکون کا خیال رکھنا، اس کے وجوب پر بہت قوی دلیل ہے۔ اگر اطمینان واجب نہ ہوتا تو آپ ﷺ کبھی تو اعتدال واطمینان کے بغیر نماز پڑھ لیتے، چاہے زندگی میں ایک مرتبہ ہی سہی، تاکہ اس کا جواز واضح ہو جاتا، یا اس کے ترک کا جواز ہی واضح کرنے کے لیے آپ کوئی اشارہ فرما دیتے۔ پس جب آپ نے اطمینان کے ترک کا جواز نہ اپنے عمل سے واضح کیا اور نہ اپنے فرمان سے، باوجود اس کے کہ آپ ﷺ نے نماز پر مداومت فرمائی ہے تو یہ اس بات پر دلیل ہے کہ نماز کو اطمینان کے ساتھ پڑھنا واجب ہے۔

علاوہ ازیں نبی ﷺ نے حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی کو فرمایا تھا:

(إذا حضرت الصلاة فاذنا و أقيما وليؤمكما أكبركما و صلّوا كما رأيتموني أصلي)(صحیح بخاری : ٦٥٨)

”جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم اذان دو اور تکبیر کہو اور تم دونوں میں سے جو بڑا ہو، وہ امامت کرائے اور تم نماز اس طرح پڑھو جیسے تم نے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔“

پس آپ نے ان کو یہی حکم دیا کہ وہ نماز اس طرح پڑھیں جیسے انہوں نے آپ ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔

ائمہ مساجد کی ذمہ داری

یہ امر اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ امام لوگوں کو نماز اس طرح پڑھائے جس طرح رسول اللہ ﷺ لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے اور اس کے کوئی اور بات معارض ہے نہ مخصص، اس لیے کہ امام کی ذمہ داری مقتدی اور منفرد سے زیادہ ہے۔

صحیحین میں یہ حدیث ہے کہ نبی ﷺ نے ایک مرتبہ منبر پر نماز پڑھائی (سوائے سجدے کے، وہ آپ منبر سے اُتر کر کرتے) نماز سے فراغت کے بعد آپ نے فرمایا:

''میں نے یہ (منبر پر چڑھ کر نماز پڑھانا) اس لیے کیا ہے کہ (لتأتموا بي و لتعلموا صلاتي) ''تا کہ تم میری اقتداء کرو اور میرا طریقۂ نماز جان لو۔'' (بخاری : ۹۱۷، مسلم: ۵۴۴)

اور ابوداؤد و نسائی میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ہمیں اطمینان و سکون اور اعتدال ارکان کے ساتھ چار رکعتیں پڑھائیں اور پھر فرمایا:

''هكذا رأينا رسول الله ﷺ يصلي'' (سنن ابوداؤد : ۸۶۳، سنن نسائی : ۱۰۳۷)

''ہم نے اس طرح ہی رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔''

اور اس طریقۂ نماز پر صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے، اس لیے کہ وہ سب نہایت اطمینان سے نماز پڑھتے تھے اور جب وہ کسی ایسے شخص کو دیکھتے جو اطمینان سے نماز نہیں پڑھتا تو وہ اس پر نکیر کرتے اور اس کو اس سے منع فرماتے اور کوئی صحابی اس منع کرنے والے صحابی کو اس سے نہ روکتا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ قولاً اور فعلاً صحابہ رضی اللہ عنہم کا اس بات پر اجماع ہے کہ نماز میں سکون اور اطمینان واجب ہے۔ اگر یہ سکون واجب نہ ہوتا تو صحابہ کبھی تو اس سکون و اطمینان کو ترک کر دیتے جیسے وہ غیر واجب چیزوں کو (بعض دفعہ) چھوڑ دیتے تھے۔

علاوہ ازیں لغتِ عرب میں رکوع اور سجود کا معنی و مفہوم اس وقت ہی متحقق ہوتا ہے جب رکوع کے لیے جھکتے وقت اور چہرے کو زمین پر رکھتے وقت سکون و اطمینان کا اہتمام کیا جائے ورنہ محض جھک جانا اور سر کو زمین پر رکھ کر اُٹھا لینا، اس کا نام نہ رکوع ہے اور نہ سجدہ۔ اور جو اس کو رکوع اور سجدہ قرار دیتا ہے، وہ لغت عرب کے خلاف بات کرتا ہے۔ اس سے یہ مطالبہ کیا جائے گا کہ وہ لغت عرب سے اس کی دلیل پیش کرے، لیکن وہ ایسا نہیں کر سکتا، کیونکہ اس کی کوئی دلیل اس کے پاس نہیں ہے نہ اپنے موقف کے اثبات کے لیے اس کے پاس کوئی راستہ ہے۔ پس اس موقف کا قائل بغیر علم کے اللہ کی کتاب پر بھی حرف زنی کرتا

ہے اور لغت عرب پر بھی۔ اور جب اس امر ہی میں شک پڑ جائے کہ واقعی یہ سجدہ کرنے والا ہے یا سجدہ کرنے والا نہیں ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ایسا شخص بالاتفاق حکم سجدہ کی تعمیل کرنے والا نہیں ہے۔ اس لیے کہ یہ بات تو معلوم ہے کہ سجدہ واجب ہے، لیکن یہ معلوم نہیں ہے کہ سجدہ کرنے والے نے اس وجوب پر عمل کرلیا ہے۔ جیسے کسی شخص کو یہ یقین ہو کہ نماز یا زکاۃ اس پر واجب ہے، لیکن اس کو یہ شک ہو کہ اس نے نماز پڑھ لی یا زکاۃ ادا کردی۔ مزید برآں ...... اللہ تعالیٰ نے نماز کی حفاظت اور اس پر مداومت (ہمیشگی) کو واجب کیا ہے...... اور نماز کے ضائع کرنے اور اس سے تساہل برتنے کی مذمت کی ہے۔ جیسے سورۂ مومنون اور سورۂ معارج وغیرہ کی آیات میں ان کا بیان ہے۔ (امام صاحب نے یہاں یہ آیات نقل فرمائی ہیں اور ان کے بعد فرمایا ہے کہ) یہ آیات اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ جو شخص نماز کے واجبات میں سے کوئی ایک چیز بھی چھوڑتا ہے تو وہ قابل مذمت ہے (نہ کہ قابل مدح) چاہے ظاہری طور پر وہ نماز پڑھنے والا ہی ہو، جیسے کوئی شخص وقت واجب کو چھوڑ دے یا نماز کے ظاہری و باطنی اعمال میں سے ان کی شرائط وارکان کی تکمیل کو ترک کردے۔

(ملخصاً از مجموع الفتاویٰ: ۲۲/۵۴۷ـ۵۷۲)

امام کے لیے تخفیف کے حکم کا مطلب

ایک نہایت اہم مسئلہ یہ بھی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے:

(إذا صلّى أحدكم للنّاس فليخفّف فإنّ فيهم الضّعيف والسّقيم والكبير و إذا صلّى أحدكم لنفسه فليطوّل ماشاء) (صحیح بخاری : ۷۰۳)

"جب تم میں سے کوئی شخص لوگوں کو نماز پڑھائے تو ہلکی نماز پڑھائے، اس لیے کہ نمازیوں میں ضعیف، بیمار، بوڑھے بھی ہوتے ہیں اور جب خود (تنہا) نماز پڑھے تو جتنی چاہے لمبی پڑھے۔"

یہ مسئلہ بھی اکثر وبیشتر خلجان کا باعث بھی بنتا ہے اور تخفیف کے نام پر نماز کا حلیہ بھی بگاڑ دیا جاتا ہے، چنانچہ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنے بے مثال فہم وتفقہ سے نہایت عمدہ پیرائے میں اس مسئلے کو بھی حل فرمایا ہے۔ امام صاحب فرماتے ہیں:

تخفیف ایک اضافی اور نسبی امر ہے، اس کی کوئی حد نہ لغت میں ہے اور نہ عرف میں۔ اس لیے کہ ایک چیز کچھ لوگوں کو لمبی لگتی ہے جب کہ کچھ دوسرے اس کو ہلکا سمجھتے ہیں۔ کسی چیز کو بعض ہلکا سمجھتے ہیں جب کہ دوسروں کے نزدیک وہ لمبی ہوتی ہے۔ پس یہ ایسا معاملہ ہے کہ لوگوں کی عادات اور عبادات کی مقادیر کے اختلاف کے ساتھ ساتھ مختلف ہوتا ہے۔

اس لیے مسلمان کے لیے یہ ضروری ہے کہ تخفیف اور طوالت کا فیصلہ بھی وہ سنت نبوی ﷺ ہی کی روشنی میں کرے اور سنت سے یہ واضح ہوتا ہے کہ نبی ﷺ کا تخفیف کا حکم، آپ ﷺ کے تطویل کے حکم کے منافی نہیں ہے، یعنی ان دونوں حکموں میں منافات یا تضاد نہیں ہے، دونوں کا اپنا اپنا محل ہے۔ اس محل اور پس منظر ہی میں دونوں حکموں کو رکھ کر دیکھنا چاہیے۔ جیسے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں نبی ﷺ نے فرمایا:

(إن طول صلاة الرجل و قصر خطبته مئنة من فقهه ، فأطيلوا الصلاة و اقصروا الخطبة) (صحیح مسلم : ۸۶۹)

"آدمی کا لمبی نماز پڑھانا اور خطبہ مختصر دینا، اس کے سمجھ دار ہونے کی علامت ہے، پس تم نماز لمبی کرو اور خطبہ مختصر کرو۔"

اس حدیث میں نماز کو لمبا کرنے کا جب کہ اس سے ماقبل کی حدیث میں تخفیف (ہلکی کرنے) کا حکم تھا، ان میں منافات (ایک دوسرے سے تضاد) نہیں ہے۔ اس لیے کہ طوالت کا حکم خطبے کے مقابلے میں ہے اور ماقبل کی حدیث میں تخفیف کا حکم ان بعض ائمہ

کے طرزِ عمل کے مقابلے میں ہے جس کا اظہار نبی ﷺ کے زمانے میں ان سے ہوا کہ انہوں نے عشاء کی نماز میں سورۂ بقرہ کی تلاوت کی۔ اس لیے آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص تنہا نماز پڑھے تو جتنی لمبی چاہے نماز پڑھے۔''

اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو، جنہوں نے عشاء کی نماز میں سورۂ بقرہ پڑھی تھی، فرمایا تھا:

''کیا تم لوگوں کو فتنے میں ڈالنا چاہتے ہو، تم سورۃ اللیل، سورۃ الشمس وغیرہ پڑھا کرو۔''

لوگوں نے طوالت کی مقدار کو بھی نہیں پہچانا اور نہ اس طوالت کو سمجھا جس سے نبی ﷺ نے منع فرمایا تھا اور اپنی طرف سے ایک متعین مقدار کو مستحب قرار دے لیا، جیسے رکوع، سجود میں کم از کم تین مرتبہ تسبیحات پڑھنا۔ حالانکہ امام کے لیے تین مرتبہ تسبیحات پر اکتفا کرنے کو سنت قرار دینا ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص یہ کہے کہ رکوع کے بعد اعتدال کو لمبا نہ کرنا سنت ہے یا نماز کو آخری وقت تک مؤخر کرنا سنت ہے، وغیرہ وغیرہ۔ جب کہ واقعہ یہ ہے کہ ان کے پاس ان کاموں کو سنت قرار دینے کی کوئی اصل نہیں ہے۔ بلکہ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ اپنی غالب (اکثر) نمازوں میں تین مرتبہ سے زیادہ تسبیحات (سبحان ربي العظيم ، سبحان ربي الأعلى) پڑھتے تھے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ، جن کو پانچواں خلیفۂ راشد قرار دیا جاتا ہے، یہ خلیفہ بننے سے پہلے جب مدینے کے گورنر بنے (ولید بن عبدالملک کی خلافت میں) تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ان کے پیچھے نماز پڑھی تو انہوں نے فرمایا:

ما صلّيت وراء أحدٍ بعد رسول الله ﷺ أشبه صلاةً برسول الله من هذا الفتى يعني عمر بن عبد العزيز قال : فحزرنا في ركوعه عشر تسبيحاتٍ وفي سجوده عشر تسبيحاتٍ . (سنن ابوداؤد : ۸۸۸، نسائی : ۱۱۳۵)

"نبی ﷺ کے بعد کسی کے پیچھے اس نوجوان (عمر بن عبدالعزیزؒ) جیسی نماز نہیں پڑھی جو اس سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کے مشابہ ہو۔ انہوں نے کہا: ہم نے اندازہ لگایا کہ انہوں نے رکوع میں بھی دس تسبیحات پڑھیں اور سجدے میں بھی دس تسبیحات پڑھیں۔"

(ملخص از فتاویٰ شیخ الاسلام ابن تیمیہ:۲۲/۵۹۴تا۵۹۷،طبع قدیم)

امام صاحب کی بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ نماز ہر صورت میں اعتدال واطمینان کے ساتھ پڑھنی بھی ہے اور پڑھانی بھی ہے۔ البتہ اکیلے پڑھتے وقت اعتدال کی کوئی حد نہیں۔

نبی ﷺ کا قیام، رکوع، قومہ، سجدہ، دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا، یہ سارے ارکان عام طور پر تقریباً برابر ہوتے تھے جیسا کہ احادیث میں اس کی وضاحت ہے اور جب کوئی امام ہو تو اس وقت مقتدیوں کا خیال رکھتے ہوئے نماز پڑھانی ہے، کیونکہ ان میں ضعیف، بیمار، بوڑھے اور ضرورت مند بھی ہوتے ہیں، خود نبی ﷺ معمول کے مطابق نماز پوری یکسوئی کے ساتھ پڑھانے کا ارادہ رکھتے تھے، لیکن جب آپ ﷺ کو بچے کے رونے کی آواز آجاتی تو آپ ﷺ نماز میں تخفیف فرمادیتے تھے۔ لیکن تخفیف کا مطلب وہ نہیں جو آج کل سمجھ لیا گیا ہے کہ 'پوری نماز' تو چل میں آیا' کے انداز میں پڑھادی جائے، بلکہ تخفیف کا مطلب قراءۃ میں اختصار ہے (جیسا کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے واقعے سے واضح ہے) اور رکوع، سجود، قومہ، قعود بین السجدتین، وغیرہ سارے ارکان اطمینان کے ساتھ ادا کرنے ہیں، جیسے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ اس دور کے طریقے کے مطابق بحیثیت گورنر امامت فرماتے تو رکوع وسجود میں تقریباً دس دس تسبیحات پڑھتے، گویا امام کے لئے بھی ضروری ہے کہ مقتدیوں کا خیال رکھنے کی تاکید کے باوجود نماز میں اعتدال واطمینان کا خیال رکھے اور تخفیف کے نام پر اعتدال ارکان کی اہمیت کو نظر انداز نہ کرے۔

اور نبی ﷺ کا جو یہ فرمان ہے کہ ''نماز کو لمبا کرنا اور خطبے میں اختصار کرنا سمجھداری کی علامت ہے۔'' اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ نماز خطبے سے لمبی اور خطبہ نماز سے مختصر ہو۔ ان کا بھی آپس میں تقابل نہیں ہے بلکہ یہ دو الگ الگ حکم ہیں اور ان کے الگ الگ تقاضے ہیں۔ نماز جب بھی پڑھی یا پڑھائی جائے، لمبی یعنی اعتدال وسکون کے ساتھ پڑھی اور پڑھائی جائے اور خطبہ اور وعظ جب بھی ارشاد فرمایا جائے، اس میں طوالت کے بجائے اختصار اور جامعیت سے کام لیا جائے۔

جو شخص ان دونوں چیزوں میں ان پہلوؤں کو ملحوظ رکھے گا، وہ یقیناً فہم وتفقہ سے بہرہ ور ہے، رزقنا الله منه، بصورت دیگر وہ اس خوبی سے محروم ہے۔ أعاذنا الله منه ۔ آمین!

مُفسداتِ نماز

یہ المیہ بھی کچھ کم افسوس ناک نہیں کہ ایک قلیل تعداد، جو نماز کی پابندی تو کرتی ہے مگر ان کی ایک بہت بڑی تعداد نماز سنتِ نبوی ﷺ کے مطابق ادا نہیں کرتی۔ حالانکہ

نبیِ کریم ﷺ نے فرمایا ہے صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي (بخاری: ۶۳۱)

''تم نماز اس طرح پڑھو جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔'' آپ ﷺ کے اس فرمان کے مطابق ہر مسلمان کو نماز کے آداب، ارکان وشرائط معلوم ہونے چاہئیں کہ کس طریقے سے آپ ﷺ نے ان ارکان کو ادا فرمایا۔ تا کہ ہماری نمازیں صحیح معنوں میں اللہ کی بارگاہ میں شرف قبولیت پا سکیں۔

مفسداتِ نماز کی دو قسمیں ہیں۔ ایک قسم تو وہ ہے جس سے نماز ہی فاسد اور باطل ہو جاتی ہے اور نماز دوبارہ دہرانی پڑتی ہے۔ جیسے:

☆ کھانا پینا۔ نماز میں اگر کھا پی لیا جائے تو نماز باطل ہو جائے گی۔

☆ عمداً گفتگو کرنا۔ اس سے بھی نماز باطل ہو جائے گی، ہاں بھول چوک میں زبان سے کوئی لفظ غیر ارادی طور پر نکل جائے تو معاف ہے، بعض فقہاء بھول سے بھی بولنے پر نماز کے باطل ہونے کے قائل ہیں۔

☆ عمل کثیر۔ نماز کی حالت میں کوئی اور کام کرنا۔ اس سے بھی نماز باطل ہو جائے گی۔ البتہ عمل کثیر کی تعریف اور اس کی حد میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے۔ فقہائے احناف معمولی حرکت واقدام کو بھی عمل کثیر قرار دے دیتے ہیں لیکن یہ صحیح نہیں ہے مثلاً صف کے خلا کو پُر کرنے کے لیے نماز کی حالت میں تھوڑا سا چلنا یا تھوڑا سا آگے پیچھے ہونا جائز ہے، اس سے نماز میں کوئی بگاڑ نہیں آتا، تاہم اس حرکت واقدام میں قبلے کے رخ سے انحراف نہ ہو۔

☆ کوئی رکن یا شرط فوت ہو جائے، تب بھی نماز باطل ہو جائے گی، جیسے کوئی شخص وضو ہی نہ کرے یا رکوع، سجدہ ترک کر دے، تو ایسی نماز بھی دہرانی پڑے گی، یا قیام یا سورۂ فاتحہ رہ جائے، تو ایسی رکعت بھی نہیں ہوگی، اسی لیے مدرک رکوع کی رکعت نہیں ہوگی، کیونکہ اس سے قیام اور سورۂ فاتحہ دو رکن فوت ہو گئے۔

☆ کھلکھلا کر ہنسنے سے بھی نماز باطل ہو جاتی ہے۔ البتہ مسکراہٹ یا معمولی سے ہنسنے سے نماز باطل نہیں ہوگی۔

مفسدات نماز کی دوسری قسم وہ ہے جس پر فقہاء نماز کے باطل ہونے کا فتوی تو نہیں دیتے لیکن ان سے اجتناب صحت نماز کے لئے بہت ضروری ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے نماز میں ان کا بڑا اہتمام فرمایا ہے اور امت کو بھی ان کی بڑی تاکید فرمائی ہے۔ مثلاً

☆ صف بندی کا اہتمام۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ ہماری صفوں کو اس طرح درست فرماتے تھے جس طرح تیر کو سیدھا کیا جاتا ہے۔ حتی کہ ایک روز آپ ﷺ نے ایک شخص کا سینہ صف سے باہر نکلے ہوئے دیکھا تو فرمایا۔ ''اللہ کے بندو! اپنی صفوں کو درست کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان اختلاف ڈال دے گا۔'' (مسلم : ۹۷۸)

اسی طرح نبیؐ کریم ﷺ نے فرمایا۔ ''اپنی صفیں درست کرو اس لئے کہ صفوں کا درست کرنا نماز کو مکمل کرنا ہے

(سَوُّوا صُفُوْ فَکُمْ فَاِنَّ تَسْوِیَۃَ الصَّفِّ مِنْ تَمَامِ الصَّلٰوۃِ)(مسلم:۹۷۵، بخاری: ۷۲۳)

ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا، اپنی صفیں درست کرو، اپنے کندھے برابر کرلو اور صفوں کے درمیان شگاف بند کرلو، اپنے بھائیوں کے ہاتھوں کے لئے نرم ہو جاؤ اور شیطان کے لئے درمیان میں شگاف نہ چھوڑو۔ الحدیث (سنن ابوداؤد) ان احادیث سے معلوم ہوا کہ صف میں خلا چھوڑنا شیطان کو خلل اندازی کا موقع مہیا کرنا ہے۔

☆ اسی طرح تعدیل ارکان بہت ضروری ہے جیسا کہ تفصیل گزری۔ تعدیل ارکان کا مطلب ہے رکوع، سجدہ، قومہ اور جلسہ وغیرہ اطمینان سے کیا جائے۔ عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ بہت سے لوگ رکوع میں سر جھکاتے ہی فوراً اٹھا لیتے ہیں، اسی طرح سجدہ کرتے ہیں کہ پیشانی زمین پر ٹیکتے ہی اٹھا لیتے ہیں رکوع کے بعد قومہ ہوتا ہے، جس کی بابت حدیث میں آتا ہے کہ نبی ﷺ اتنی دیر تک رکوع سے اٹھنے کے بعد کھڑے رہتے کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر لوٹ آتی، لیکن بہت سے لوگ رکوع سے اٹھ کر کچھ دیر کھڑے ہو کر مسنون دعاء (سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ) پڑھنا تو کجا، سرے سے سیدھے کھڑے ہی نہیں ہوتے بلکہ خمیدہ خمیدہ ہی سجدے میں چلے جاتے ہیں۔ یہی کیفیت دو سجدوں کے درمیان جلسہ کی ہے جس میں

نبی ﷺ یہ دعاء پڑھتے تھے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَ ارْحَمْنِيْ وَاجْبُرْ نِيْ وَ اهْدِنِيْ وَ عَافِنِيْ وَ ارْزُقْنِيْ ۔ لیکن بہت سے لوگ سجدے سے پیشانی اٹھاتے ہی دوسرا سجدہ کر لیتے ہیں، درمیان میں جلسہ ہی نہیں کرتے دعا پڑھنی تو بڑی دور کی بات ہے۔ یہ نماز جس میں تعدیل ارکان کا خیال نہ رکھا گیا ہو، سنتِ نبوی کے خلاف ہے۔ ہر مسلمان کو نماز کا ہر رکن پورے اطمینان اور سکون کے ساتھ ادا کرنا چاہیئے۔

☆ اسی طرح بہت سے لوگ اس طرح بے دلی سے نماز پڑھتے ہیں کہ ان کی نظریں ہر آنے جانے والے کے تعاقب میں رہتی ہیں۔ یہ بھی اس خشوع وخضوع اور حضورِ قلب کے منافی ہے جو نماز کے لئے ضروری ہے حالانکہ نمازی کی نگاہ سجدے کی جگہ پر رہنی چاہیئے اور اِدھر اُدھر نہیں دیکھنا چاہیئے۔

☆ اسی طرح بہت سے مرد حضرات نماز پڑھتے ہیں لیکن ان کی شلوار، پاجامہ، تہبند وغیرہ ٹخنے سے نیچے لٹک رہا ہوتا ہے۔ حالانکہ نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ ''جس شخص کا لباس ٹخنے سے نیچے ہوگا وہ جہنم میں جائے گا۔'' (بخاری:۵۷۸۷)

اور بعض علماء کے نزدیک ایسے شخص کی نماز بھی مقبول نہیں۔ دوسری حدیث میں ہے کہ جو شخص اپنا کپڑا غرور کی وجہ سے گھسیٹتا ہوا چلے گا، قیامت کے دن اس کی طرف اللہ تعالیٰ نظر نہیں کرے گا۔ (بخاری:۵۷۸۸، مسلم:۵۴۵۳)

نوٹ: عورتیں اپنے ٹخنے ہر حال میں ڈھانپ کر رکھیں۔

☆ بہت سے لوگ نماز کو اتنا مؤخر کر دیتے ہیں کہ کراھت کے وقت میں اسے ادا کرتے ہیں اور پھر جلدی جلدی نہایت عجلت میں پڑھتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی بابت حدیث میں کہا گیا کہ یہ لوگ کوے کی طرح ٹھونگے مارتے ہیں۔ اعاذنا اللہ منہ

☆ اسی طرح بہت سے لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ جماعت میں امام کی متابعت صحیح

طریقے سے نہیں کرتے بلکہ مسابقت کرتے ہیں یعنی امام سے پہلے رکوع، سجود میں چلے جاتے ہیں، ایسے لوگوں کے بارے میں بھی نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ اندیشہ ہے کہ کہیں اللہ تعالیٰ ان کے سر کو گدھے کا سر نہ بنادے۔

☆ فی زمانہ ایک مسئلہ موبائل فون کا بھی ہے۔ بہت سے لوگ مسجد میں فون بند نہیں کرتے اور گھنٹی بجنے پر سب کی نماز میں خلل پڑتا ہے۔ ایسے لوگوں کو چاہیئے کہ فون کی گھنٹی ہوتے ہی اس کو بند کردیں۔ لیکن فون کی گھنٹی ہونے پر نمبر دیکھ کر موبائل بند کرنے سے نماز کے خراب ہونے کا اندیشہ ہے۔

بہر حال یہ اور اس قسم کی کوتاہیاں نمازیوں میں جن سے نماز میں فساد اور خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں بہت عام ہیں۔ اور ان کی طرف کسی کی توجہ ہی نہیں جاتی، ائمہ مساجد بھی بالعموم ان کی طرف لوگوں کو توجہ نہیں دلاتے۔ کوشش کرنی چاہیئے کہ ہر مسلمان کی نماز مذکورہ مفاسد سے پاک اور سنتِ نبوی علیٰ صاحبها الصلاۃ و السلام کے مطابق ہو۔

۱۔﴿رَبِّ اجْعَلْنِىْ مُقِيْمَ الصَّلاةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ﴾ (ابراھیم: ۴۰)

''اے میرے پالنے والے! مجھے نماز کا پابند رکھ اور میری اولاد کو بھی اے ہمارے رب! میری دعا قبول فرما۔''

۲۔(اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ عِلْمًانَافِعًا، وَرِزْقًا طَيِّبًا، وَعَمَلًا مُتَقَبَّلًا۔) (ابن ماجہ)

''اے اللہ! میں تجھ سے مفید علم، پاکیزہ رزق اور قبولیت کے درجہ کو پہنچنے والے عمل کا سوال کرتا ہوں۔''

۳۔(اَللّٰهُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ صَرِّفْ قُلُوْبَنَا عَلٰى طَاعَتِكَ۔) (مسلم)

''اے اللہ! دلوں کو پھیرنے والے ہمارے دل کو اپنی اطاعت کی طرف پھیر دے۔''

اللہ تعالیٰ سے مناجات

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے نماز میں سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی تو اس کی نماز پوری نہیں ہوئی بلکہ اس کی نماز ناقص رہی ، یہ جملہ آپ ﷺ نے تین بار ارشاد فرمایا، لوگوں نے پوچھا کہ اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جب ہم امام کے پیچھے ہوں تو کیا کریں؟ تو سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس وقت تم لوگ (دل میں) آہستہ سورۂ فاتحہ پڑھ لیا کرو، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اللہ عزوجل کا یہ قول فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے نماز اپنے اور اپنے بندے کے درمیان آدھی تقسیم کردی ہے اور میرا بندہ جو سوال کرتا ہے وہ پورا کیا جاتا ہے۔ جب بندہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کہتا ہے تو اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری تعریف کی اور (نمازی) جب الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری توصیف کی اور (نمازی) جب مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ کہتا ہے تو اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی اور یہ بھی کہتا ہے کہ میرے بندے نے اپنے سب کام میرے سپرد کردیئے ہیں اور (نمازی) جب اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ پڑھتا ہے تو اللہ عزوجل کہتا ہے کہ یہ میرے اور میرے بندے کا درمیانی معاملہ ہے اور میرا بندہ جو سوال کرے گا وہ اس کو ملے گا۔ پھر جب (نمازی) اپنی نماز میں اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَ لَا الضَّآلِّیْنَ پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ جواب دیتا ہے کہ یہ سب میرے اس بندے کیلئے ہے اور یہ جو کچھ طلب کررہا ہے وہ اسے دیا جائے گا۔ (مسلم:۸۷۸)

صدقہ جاریہ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ . قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ
اِذَا مَاتَ ابْنُ اٰدَمَ انْقَطَاعَ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ ، صَدَقَةٍ جَارِیَةٍ
اَوْعِلْمٍ یُنْتَفَعُ بِهٖ، اَوْوَلَدٍ صَالِحٍ یَدْعُوْا لَهٗ. (رواہ مسلم)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"جب آدمی فوت ہوجاتا ہے تو اس کے اعمال کا سلسلہ منقطع ہوجاتا ہے
البتہ تین چیزوں کا (ثواب جاری رہتا ہے)
(۱) صدقہ جاریہ (۲) فائدہ مند علم (۳) نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی رہے۔" (مسلم)

صدقہ جاریہ وہ صدقہ ہوتا ہے جس کا نفع تادیر جاری وساری رہے جب تک لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے رہیں بندے کو اس کا اجر ملتا رہتا ہے۔ قرآن مجید اور دینی علم سے منور کتابیں وقف کرنا بھی ایک اچھا صدقہ جاریہ ہے کیوں کہ جو بھی ان کتابوں سے فائدہ اٹھائے گا بندے کو اسکا اجر ملتا رہے گا۔

علم دین خود حاصل کرنا اور دوسروں تک پہنچانا اس کا نفع بھی قیامت تک انشاءاللہ جاری و ساری رہے گا۔ درجہ بدرجہ ہر مسلمان کی ذمہ داری تو ہے ہی لیکن ہمیں چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے خود بھی قرآن اور حدیث کا علم حاصل کریں اور اس کے مطابق عمل بھی کریں اور کتابی صورت میں بھی دوسرے مسلمان بھائیوں تک پہنچائیں۔

اپنی طرف سے اور اپنے پیاروں کی طرف سے صدقہ جاریہ بنانے کے لئے یہ کتاب حاصل کرنے کے لئے رابطہ کریں۔ کتاب خود پڑھ کر کسی اور کو دے دیں۔

خلیل احمد ملک
0333-4222678